عبارت یہ ہے جس کو آپ نے نہ دیکھا نہ پڑھا اور نہ سمجھا کہ لادرایت ولاتلیت برکلمہ سحیم (السحیم مصغر اسحم بمعنی الاسود وھو علم لکثیر من السودان وکنی بہ عن الزق لسوادہ) کیا میں نے اسحم کو بمعنے اسود نہیں لکھا تھا؟ پھر آپ نے تغلیط کی دھن میں کارشیاطین رعجلت) کیوں کیا؟ ھو کا مرجع سحیم ہے نہ کہ اسحم، یعنی کہ سحیم نام عموماً حبشیوں کا ہوتا ہے، جیسے سحیم العبد ر و فی اللآلی ۱۰۹ سحیم غلامی انہ غیر معتق) پھر یہ فقرہ کتنا واضح تھا کہ یہاں اُس رسحیم نہ کہ اسحم) سے کالی مشک مراد ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ بکری کے ہاں تو سحیم مذکور تھا نہ کہ اسحم اب آپ ہی کہیئے کہ دھو کا مرجع اسحم کو سمجھنا کتنے بڑے نا اہل کا جہل ہے۔

اذا ما سنی اللاتی ادل بہا		کانت ذنوبًا فقل لی کیف اعتذر

(۳۲) جمیل بن معمر کا نسب محرّف ہے جبتر خیبری کی قیس بن جزء خنبس یا سنبس بن حن کی، ضنبہ صنہ کی، کثیر کبیر کی، سعد بن ھذیم سعد اھذیم کی، معمر بن صباح عبد اللہ الصباح بن معمر کی، اور ظَبیان بالفتح ظِبیان بالکسر کی تحریفات ہیں بحوالہ اکمال پھر جمہرۃ ابن حزم سے اپنا نسب دیا ہے۔

انسان زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے کہ جملہ اختلافات پوری امانت واحتیاط سے نوٹ کر دے اس پر اس کی ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے۔ آپ نے جمیل کا ایک فرضی نسب گھڑ کر پیش کیا ہے جس کا استناد ابن ماکولا اور ابن حزم پر ہے۔ مگر بہر حال جمحی، آمدی، اصبہانی، ابو ہلال، ابن عساکر ابن خلکان بغدادی وغیرہ رجن میں کے چار مقدم الذکر تو آپ کے دونوں صاحبوں سے کہیں اقدم و وزنی اور شعر و شعراء سے قریبی تعلق رکھنے والے ہیں) جمیل کے نسب کو مختلف نقل کرتے ہیں، پھر کس دلیل کے برتے پر ان دونوں کی توثیق اور ہمارے علماء کی تضعیف کی جائے؟ کیا محض اس لئے کہ کسی خود بین کا تحکم ان کے ساتھ ہی اس سے تو ان کا پہلو اور کمزور ہو جائے گا۔ بغدادی کہتا ہے دفی اسم ابیہ فمن فوقہ خلاف ویقال انہ جمیل بن معمر بن عبد اللہ ہم نے نہایت امانت سے اکثر اختلافات کو نوٹ کر دیا تھا۔ آپ چاہتے ہیں کہ ایک صورت کی خواہ مخواہ تصحیح کر دی جائے، اور باقی جملہ ائمہ کی قبروں پر خاک اڑائی جائے، مگر ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ یہ ہمارا شیوہ نہیں کہ زیادہ اونچی اڑان لینے والے کے پر قینچ کر دیئے جاتے ہیں۔

(۱) حبتر جمحی اصبہانی عینی وغیرہ نے لکھا ہے بلکہ متعدد علماء نے تو اس کو سیاقۃ النسب ہی سے

اڑادیا ہے ؎ تا بہ خیبری چہ رسد۔

(ب) قیس بن جزء یا اس کی بجائے سنبس بن حُنّ سرے سے زبیر(۱) کے سیاق(۲) میں موجود ہی نہیں اور زبیر باتفاق آپ کے ابن الکلبی سے زیادہ ثقہ ہیں۔ بلکہ تبریزی کے ہاں تو عن الزبیر میں ظبیان جس کو سنبس بھی کہا جاتا ہے معدوم ہے۔

(ج) ضبۂ اصبہانی ابوہلال ابن عساکر آمدی ابن خلکان عینی وغیرہ کے ہاں ہے۔ جس طرح اشتقاق میں ضنتہ ہے اسی طرح خود لآلی وسمط ۹۲۹ میں بھی موجود ہے

(د) کثیر اصبہانی ابن عساکر تبریزی عینی وغیرہ کے ہاں ہے۔ مگر اوروں نے کبیر لکھا ہے اس کے فیصلہ کی بقول آپ کے اب یہی صورت ہوسکتی ہے کہ یہ کبیر انا س فی بجاد مزمّل خود اپنا نام ہمارے سامنے صحیح پیش کرے۔ ودون ذلک خرط القتاد

(ھ) سعد بن ھذیم اگر چشمہ چڑھالیا جائے تو تبریزی اور ابن خلکان میں موجود ہے۔ بلکہ قاموس جیسے عام لغات میں بھی ہے۔ دوسروں نے سعد ھذیم لکھا ہے، میں نے خود ص ۹۲۵ پر یہی دیا ہے اور ص ۹۴۹ پر تفصیل بھی دی ہے۔ میری رائے میں یہ دونوں صورتیں مروی ہیں جس طرح قیس عیلان اور قیس بن عیلان بارہا لکھ آیا ہوں کہ انساب سے بڑھ کر تخلیط وتصحیف کہیں نہیں ملتی اور چونکہ مدارکتب ہے اس لئے جب متعدد اقوال ملیں تو پھر اخذ یارمی کا حلوا اڑانے کی جسارت کے لئے قدرے بے حیائی کی چاشنی درکار ہو گی۔

(و) معمر بن صُباح ابن عساکر وابن خلکان کے ہاں ہے، مگر زبیر کے سیاق سے یہ دونوں غائب ہیں۔ اب ذرا آستین چڑھالیں کس کس کی تجہیل وتغلیط کی جائے گی؟ اگر زبیر پر ہاتھ ڈالا تو علم نسب دھم سے نیچے آن رہے گا۔ اصبہانی نے معمر بن الحارث اور جمحی وعینی نے معمر بن حبتر یا خیبری لکھا ہے، خود اپنے جی میں ٹھان لیں کس کس سے لڑنا ہے؟

معاذ الٰھی انّنی بعشیرتی ونفسی عن ذاک المقام لراغب

(ز) ظبیان بالفتح اکثر اور بالکسر کمتر اعلام میں آیا ہے، تاج میں ہے کہ ظبیان بن عامد کو ابن ماکولا نے بالکسر ضبط کیا ہے، دگو یا دوسروں کے ہاں بالفتح ہے۔ رہا یہ ظبیان جو بعض نسابین کے ہاں سرے سے شجرہ ہی میں نہیں تو محض ابن ماکولا کا بیان کافی نہیں ان کی کتاب پر متعدد تعقبات ہو چکے ہیں بعض

(۱) عند الآمدی والتبریزی۔ (۲) سیاق نسب یا شجرہ۔

عاجز کی نظر سے بھی گذرے ہیں۔

وذی خطل فی القول یحسب انہ مصیب فما یلمم بہ فہو قائلہ

(۳۳) جبیہ کے نسب میں طریف کو بالضم غلط ضبط کیا ہے، پھر شجرہ میں تعین کے بعد غلط اضافہ کیا ہے رونا اس کا نہیں کہ یہ جہالت کا غیر متناہی سلسلہ ہے، بلکہ اس پر تحکم بلا تفہم کا طرہ بھی اڑایا جاتا ہے۔ اللہ مسلمانوں کو اس لادوا مرض سے محفوظ رکھے پھر مقام مناظرہ میں بے دلیل بات کہ"...... من أبی رباح سے کم نہیں۔ امام انباری جو جبیہ کے قدیم ترین نسب شناس ہیں ان کے متعدد نسخوں میں یوں ہی ہے، اور ایک میں ہاتھ دہر یار سن لیال ہے جس کو تصرف کرنے کا ذلیل عارضہ نہ تھا۔ پوری احتیاط سے نقل مطابق اصول چھاپی ہے دیکھو مطبوعہ شرح المفضلیات ص ۲۵۔ اب آپ نسخۂ انباری مکتوبہ الف ثانی در ہند کو دریا برد کر دیجئے قعین کے بعد نسخ انباری میں طریف ثابت ہے یہ میرا یا نسخ انباری کا اضافہ نہیں، بلکہ خزانہ ۴ + ۲۹۶ میں بھی یوں ہی ہے۔ یہ دونوں غلطیاں تو اپنے مستحق کو پہنچیں کہ حق بحقدار رسید، اب (یہی) دو غلطیاں اور لیجئے۔

(ا) میں نے طریف کو بالضم مشکول کیا ہے نہ کہ ضبط۔

(ب) قعین کے بعد طریف کے نسب میں اضافہ، غلط ہے صحیح طریف کا " ہے:-

مساو لو قسمن علی الغوانی لما أمہرن إلا بالطلاق

جواب نمبر جون ۳۸ء

(۳۴) قطری کو ناصبی کہنا سراسر غلط ہے۔ وہ تو امیر جیش خوارج تھا۔ نواصب تو دشمنان علیؓ کو کہتے ہیں جن کے عقائد یہ یہ ہیں...... الخ

کیا کہوں! خود غلط! انشا غلط! املا غلط! اور پھر جہالت کے ساتھ وقاحت۔ یہ تو تصنیف کی معصوم فضا کو حسد و عناد کی دھن میں نجس کر دینا ہے۔

(ا) یہ بات کہ "قطری رئیس ازارقہ، خارجی تھا ناصبی نہیں؟ یا یہ کہ وہ علیؓ کا دشمن نہ تھا،" کسی پڑھے لکھے کی زبان سے نکلنی مشکل تھی۔ ناصبی خوارج کے کسی فرقہ کو نہیں کہتے، بلکہ نواصب تو خوارج کی طرح ان کے دشمنوں کے دیئے ہوئے القاب ہیں، بمعنی "دشمنی میں ثابت قدم" اور یہ صفت جملہ خوارج کی ہے، جس طرح آپ ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ ہیں اور سورتی بھی۔ قطری بھی جملہ خوارج

کی طرح علی کو کافر کہتا تھا۔ اور ابن ملجم کو برحق، اور تارک فرائض و مرتکب کبائر کو جملہ خوارج کی طرح کافر مانتا تھا وغیرہ[1] وغیرہ

یہ ہے کلام و مذاہب کی واقفیت، اور یہ ہے لغویت، امام واحدی وعکبری بذیل بیت متبنی۔ فما ھو حجة للنواصب

لکھتے ہیں یعنی بالنواصب الخوارج الذین نصبوا العداوة لعلیؓ

ضربت علیك العنکبوت بنسجها وقضی علیك به الکتاب المنزل

(۳۵) عباس بن مرداسؓ کے نسب کی مختلف صورتیں جو میں نے انتہائی احتیاط سے خزانہ اغانی، استیعاب اصابہ وغیرہ سے لیکر قلمبند کردی تھیں۔ ان پر بے سوچے سمجھے یہ سفیہانہ ریمارک خبط عشواء اور نسیج خرقاء کرتے ہوئے، اپنے دیئے ہوئے نسب کو بلادلیل صحیح بتایا ہے، اور پھر ہیرے (؟؟) تین اغلاط دیئے ہیں۔

بارہا لکھا جاچکا ہے کہ سماعی عوم میں یہی طریقہ اسلم ہے کہ اُقرء وھا کما جاءت یعنی بھی علم نسب تخلیط سے بھرپور ہے اور اب تو اس قرن چہار دھم میں تزئیف و نقد کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ اگر ہر مسخرہ جو کتاب کہیں سے اس کے ہتھے چڑھ جائے اوسی کے بیان پر اپنی کم علمی سے اعتبار کرلے، اور دوسروں کی تغلیط و تسفیہ کا دروازہ کھول دے، تو اس کا نصیب بجائے ھلم وھلم و رثم بالکہ فسخ وسلخ کے اور کیا ہوگا؟

(ا) سنئے جناب مجتہد مطلق! اصبہانی، ابن عبدالبرآپ کے ابن حجر، سیوطی، بغدادی وغیرہ نے حارثہ ہی لکھا ہے، میں نے جاریہ کہیں نہیں دیکھا لہذا آپ مع اپنے ابن ماکولا کے شاذ اور ردّ ہیں۔

(ب) جب آپ خود عبد بن عبس یا عنبس ہر دو لکھتے ہیں حالانکہ واقعتاً نام کی ایک ہی شکل رہی ہوگی تو پھر تیسری شکل کسی تحمل اور تسفل کی بنا پر نہیں ہوسکتی؟ جواب دیں! مگر واقعہ یہ ہے کہ عبد قیس اصبہانی آپ کے ابن حجر اور عینی نے نقل کیا ہے، اور عبد بن عبس ابن عبدالبر سیوطی اور بغدادی نے جو گذشتہ تینوں سے متاخر ہیں۔ مگر میں نے بمقتضائے امانت دونوں دیئے تھے۔ آپ نے اپنے اس تحکم پر حسب عادت

(۱) شہرستانی ۱۴۸ ام ۹۰ و ۱۰، ۱۳ ھ ا ۱۶۳